72315 ـ صرف كمپنى كے منافع سے زكاة نكالنے كے متعلق سوال

سوال

ميں ڈيكوريشن شيشہ بنانے والى كمپنى كا مالك ہوں، ميرے سوال زكاة سے متعلق ہيں، وہ اس طرح كہ ميں صرف منافع كى زكاة ادا كرتا ہوں اور اس ميں سے بھى تيس فيصد (30 %) ٹيكس نكال كر، كيا اس طريقہ سے ميرا زكاة نكالنا صحيح ہے ؟
كيونكہ جب سے مجھے كچھ دوستوں نے بتايا ہے كہ اس طرح زكاة كى ادائيگى صحيح نہيں مجھے اپنے اس معاملہ ميں اس وقت سے پريشانى لاحق ہے، يہ علم ميں رہے كہ كمپنى كے كام كا طريقہ كاريہ ہے كہ گاہك كے ساتھ ڈيزائين دار اور رنگين شيشے كے گنبد اور كھڑكياں بنانے كا معاہدہ ہوتا ہے، اور ہم باہر سے خام مال،شيشہ ، سيسہ اور كاويہ وغيرہ منگوا كر سٹور كرتے ہيں اور يہ خام مال پروڈكشن ميں استعمال ہوتا ہے اور كچھ سٹور ہو جاتا ہے جو كہ مالى سال كے آخر تك موجود ہوتا ہے اور سال كے آخر ميں سالانہ انوينٹرى كے بعد كمپنى كے مالى مركز كو اس كى فہرست جارى كر دى جاتى ہے، جو اس سال كے منافع كى تفصيل جارى كرتا ہے اور ميں اسى نفع مين سے زكاة ديا كرتا ہوں۔
ميرے درج ذيل سوالات ہيں:
كيا زكاة صرف منافع پر نكالى جائے گى، يا كہ رأس المال پر ؟
يا پھركمپنى كے مالى مركز كى فہرست ميں بيان كردہ مالك كے حقوق پر زكاة ادا كى جائيگى؟
كيا نفع كى مد سے حاصل كردہ رقم ميں سے محكمہ زكاة و آمدنى كو ادا كيا گيا ٹيكس زكاة كى ايك قسم شمار ہو گا ؟
برائے مہربانى مجھے زكاة نكالنے كا صحيح طريقہ بتائيں، كيونكہ ميں اپنے اس معاملہ ميں پريشان ہوں، اللہ تعالى سے ميرى دعا ہے كہ وہ ميرى صحيح اور سيدھے راستے كى راہنمائى فرمائے تا كہ پچھلے برسوں ميں كى گئى اپنى كوتاہى اورغلطى كو دور كروں، يا پھر اگر ميرا فعل صحيح تھا تو ميرا دل مطمئن ہو سكے۔

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اللہ تعالى سے ہمارى دعا ہے كہ وہ آپ كو دينى احكام كے متعلق سوال كرنے پر جزائے خير عطا فرمائے، ہر مسلمان شخص پر واجب بھى يہى ہے كہ وہ بغير كسى تاخير اور تردد كے اپنے دينى احكام كے متعلق سوالات كرتا رہے۔

آپ كے سوال كا جواب يہ ہے:

اول:

آپ کی یہ کمپنی صنعتی تجارتی کمپنی ہے، اور صنعتی تجارتی کمپنیوں میں تجارتی سامان پر زکاۃ واجب ہوتی ہے، اور کمپنی کے آلات، اور مشینوں اور گاڑیوں، اور عمارت اور اس سامان پر جو استعمال کے لیے ہو زکاۃ واجب نہیں ہوتی صرف اس چیز پر ہو گی جو نفع پر فروخت کے لیے ہو۔

اس کی تفصیل جاننے کے لیے آپ سوال نمبر (74987) اور (69916) کے جوابات کا مطالعہ کریں۔

اس لیے سال کے آخر میں زکاۃ کی ادائیگی کا طریقہ درج ذیل ہوگا:

آپ کمپنی کے سٹور میں خرید کردہ سارا وہ مال شمار کریں جو فروخت کرنے کی غرض سے خریدا گیا ہے، اس میں (شیشہ، سیسہ ، ٹانکا۔۔۔وغیرہ الخ) یہ سب اشیاء شامل ہونگی، سال کے آخر میں ان اشیاء کی قیمت لگائی جائے اور قیمت لگاتے وقت قیمت خرید کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا بلکہ مارکیٹ کی موجودہ قیمت لگائی جائے گی۔

اور اس میں وہ رقم بھی شامل کی جائے گی جو کمپنی کے پاس یا بنك میں ہے۔

اور اس میں وہ ادھار اور قرض بھی شامل کیا جائے گا جو آپ نے لوگوں سے لینا ہے، اور جس کے حصول کی آپ کو امید ہے، پھر اس ساری رقم سے اڑھائی فیصد (2.5%) کے حساب سے زکاۃ نکالی جائے گی۔

دوم:

اور دوران سال کمپنی کے منافع کو دو قسموں میں تقسیم کرنا ممکن ہے:

الف: گاہکوں کو شیشہ فروخت کرنے سے حاصل ہونے والا منافع

اس منافع میں زکاۃ واجب ہے، اور اس کے لیے نیا سال شمار کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا سال وہی ہو گا جو راس المال کا ہے جس سے آپ نے وہ مال خریدا تھا، بشرطیکہ وہ راس المال نصاب تک پہنچتا ہو۔

دیکھیں: المغنی از ابن قدامہ مقدسی (4 / 75)

ب: یعنی خام مال پر محنت کرکے حاصل ہونے والا منافع (یعنی اسے جوڑنے اور بنانے کی اجرت شمار کرنا ممکن ہے) تو اگر یہ منافع نصاب کو پہنچے اور اس پر سال گزر جائے تو زکاۃ واجب ہو گی۔

عملی طور پر دونوں قسم کے نفع میں فرق کرنے میں مشکل پیش آ سکتی ہے اس لیےافضل یہ ہے کہ سارے منافع پر رأس المال والے سال کے آخر میں ہی زکاۃ ادا کر دی جائے، تو اس طرح جو تجارتی سامان کا منافع ہو گا اس کی

زكاۃ تو آپ نے اس كے وقت (سال پورا ہونے) پر ادا كردى، اور جو كام كى مزدورى اور اجرت پر منافع تھا اس كى زكاۃ آپ نے پيشگى ادا كردى، كيونكہ وقت سے قبل پيشگى زكاۃ ادا كرنى جائز ہے۔

سوم:

اور جو منافع سال كے دوران خرچ كيا جا چكا ہے اور سال كے آخر تك باقى نہيں رہا اس پر كوئى زكاۃ نہيں۔

چہارم:

كمپنى كے تجارتى سامان كيلئے سال كى تحديد كمپنى كى بنياد كے وقت، يا خام مال كى خريدارى كے وقت سے شروع نہيں ہوگا، بلكہ اس نقد رقم سے سال شمار ہو گا جس كے ساتھ آپ نے خام مال كى خريدارى كى ہے۔

مثلا: اگر آپ محرم كے مہينہ ميں نصاب كے مالك بن گئے اور كمپنى كى بنياد رجب كے مہينہ ميں ركھى گئى اور خال مال آپ نے رمضان ميں خريدا اور كام شروع كر ديا، تو كمپنى كے سامان كا سال محرم كے مہينہ ميں ہو گا نہ كہ رمضان المبارك ميں۔

چنانچہ شيخ ابن عثيمين رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

" آپ كو علم ہونا چاہيے كہ تجارتى سامان كا سال اس كى خريدارى كے بعد شروع نہيں ہوتا بلكہ اس كا سال اصل مال كا ہو گا، كيونكہ وہ راس المال سے عبارت ہے جسے آپ نے سامان ميں تبديل كر ديا ہے، تو اس طرح سامان تجارب كا سال آپ كے پہلے مال والاسال ہو گا " انتہى

ديكھيں: مجموع فتاوى ابن عثيمين (18 / 234)

اس كى مزيد تفصيل ديكھنے كے ليے آپ سوال نمبر (32715) كے جواب كا مطالعہ كريں۔

پنجم:

اور رہا مسئلہ ٹيكس نكالنے كے بعد زكاۃ كا حساب كرنا:

اگر تو سال مكمل ہونے سے قبل ٹيكس نكال كر ادائيگى ہوتى ہے تو آپ كا طريقہ صحيح ہے، كيونكہ ٹيكس كى شكل ميں ادا كردہ رقم پر سال پورا نہيں ہوا۔

ليكن اگر يہ ٹيكس سال پورا ہونے كے بعد ادا كيا گيا ہو تو احتياط اسى ميں ہے كہ اس كى زكاۃ ادا كى جائے تا كہ آپ برى الذمہ ہو جائيں، اس ظالمانہ ٹيكس كى ادائيگى سے آپ كى زكاۃ ساقط نہيں ہو گى۔

ششم:

اور ٹیکس کو زکاۃ شمار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکاۃ کے لیے محدود اور معین مصارف ہیں، جنہیں اللہ سبحانہ وتعالی نے مندرجہ ذیل فرمان میں بیان کیا ہے:

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

زكاۃ تو صرف فقراء، مساكين، اور اس پر كام كرنے والے، اور تاليف قلبى كيلئے، اور غلام آزاد كرانے ميں، اور قرض داروں كے ليے، اور اللہ كے راستے ميں، اور مسافروں كے ليے ہے، يہ اللہ تعالى كى طرف سے فرض كردہ ہے، اور اللہ تعالى علم والا اور حكمت والا ہے ۔التوبہ/ 60

اور ٹیکس ان مصارف میں صرف نہیں کیے جاتے، اور ویسے بھی کہ حکومتیں ٹیکس کو زکاۃ کی مد میں وصول ہی نہیں کرتیں۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علمائےکرام کہتے ہیں:

" عمارت کا ٹیکس لینا زکاۃ کا بدل نہیں ہوسکتا، اور اس کی آمدن نصاب کو پہنچے اور اس پر سال گزر جائے تو زکاۃ واجب ہوگی ٹیکس کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگی" مختصراً

ماخوذ از: فتاوى اللجنة الدائمة (9 / 339)

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (2447) کا جواب دیکھیں۔

دائمی فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

میں ٹمبر سٹور کا مالك ہوں اور دکان میں موجود سامان پر سال گزر چکا ہے اور موجودہ سامان پر قرضہ بھی ہے جو کہ ادھار خریدا گیا ہے کچھ قیمت ادا کی جا چکی ہے اور باقی ادھار ہے اس کے علاوہ دکان کا کرایہ ، سالانہ لائسنس کی فیس ،ٹیکس، انشورنس، اور اسی طرح ملازمین کی تنخواہیں بھی ہیں تو اس کی زکاۃ کی ادائیگی میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" برائے فروخت لکڑی اور دیگر سامان کی قیمت نصابِ زکاۃ تک پہنچ جائے یا آپ کے پاس نقد رقم اور دوسرے تجارتی

سامان کو ملا کر نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے پر اس میں زکاۃ واجب ہوگی، قرضہ، کرایہ اور فیسیں، ٹیکسز، انشورنس، تنخواہیں وغیرہ سے زکاۃ کی ادائیگی ختم نہیں ہوگی" انتہی

دیکھیں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ (9 / 348)

ہفتم:

گزشتہ برسوں کی زکاۃ کے متعلق یہ ہے کہ: آپ ہر برس کی زکاۃ کا اندازہ لگائیں اور جو آپ کے ذمہ باقی ہے وہ ادا کردیں، کیونکہ زکاۃ نکالنے کی کیفیت سے لا علمی وجوبِ زکاۃ کو ختم نہیں کرسکتی، وہ آپ کے ذمہ قرض ہے اسے ادا کرنا ضروری اور واجب ہے۔

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (69798) کا جواب دیکھیں۔

واللہ اعلم .